انتخاب و اقتباس

# جگر لخت لخت

آج قسم قسم کے اسلام سوز، ایمان سوز، اخلاق سوز، انسانیت سوز فتنے ابھر رہے ہیں، مادیت الحاد، قوم پرستی، نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے آنکھیں ملانے کے لئے تیار ہے۔ آج مسیلمہ کذاب نئے نئے روپ میں آرہا ہے۔ اور نبوت محمدیہ کو چیلنج کر رہا ہے۔ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرمایہ پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے۔ آپ کے قلعہ میں شگاف پیدا کئے جا رہے ہیں۔ آپ کے دار السلطنت پر حملہ کیا جا رہا ہے۔ اگر آج امام ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ۔ امام مالکؒ۔ امام احمدؒ بن حنبل ہوتے تو میں یقین کرتا ہوں، کہ شاید وہ فقہ کی تدوین بھی تھوڑی دیر کے لئے روک دیتے۔ اور اس مسئلہ کی طرف توجہ کرتے۔ تم خوش قسمت ہو، کہ فقہ حنفی، فقہ شافعیؒ کی تدوین کی سعادت تمہارے لئے مقدر نہیں ہے۔ اللہ کی حکمت بالغہ اور اسکی قدرت کاملہ نے اس کے لئے پہلے ہی انتظام کر دیا۔ اور امت کو امام شافعیؒ، امام ابو حنیفہؒ۔ امام مالکؒ اور امام احمدؒ جیسے آئمہ عطا کئے۔ جبکہ ایک لمحہ اور ایک منٹ کی تاخیر کی گنجائش نہیں تھی۔ تم خوش قسمت ہو، خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ آج تمہارے لئے کام کے دوسرے میدان ہیں۔ آج تمہارے لئے الحاد سے پنجہ آزمائی کا موقع ہے، تمہارے لئے دہریت، مادیت سے آنکھ ملانے کا موقع ہے۔ یقین مانو کہ اس سے امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ کی روح ہی نہیں، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح خوش ہوگی۔ آج کب سے یہ صدائیں لگ رہی ہیں۔ کہ ے

گر نشد توفیق سعادت درمیان افگندہ اند　　　کس بہ میدان درنمی آید سواراں راچہ شد

آج عالم اسلام کی نگاہیں ان درسگاہوں کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ جو ان باتوں کی سمجھنے کی اہلیت و صلاحیت رکھتی ہیں، جن کے بانیوں نے اپنے نصاب و نظام میں اسکی صلاحیت پیدا کرنے کی کوشش کی تھی، کہ جب عہد حاضرہ کا کوئی نیا فتنہ پیدا ہو۔ تو ہمارے فضلاء اس کو سمجھ سکیں ——— اور اس کا

مقابلہ کرسکیں ــــ (مولانا ابوالحسن علی ندوی ۔ ( ندوۃ العلماء میں خطاب ) ۔ ( تعمیر حیات لکھنؤ )

نیشنل ہیرلڈ ۱۰ر جولائی میں خودکشی کے موضوع پر ایک کتاب کے تبصرہ کے ذیل میں اعداد ذیل بھی شائع ہوتے ہیں بسنہ ۱۹۵۱ء میں غیر کیمونسٹ یورپ میں ۵۰ لاکھ بچے پیدا ہوئے ۔ ان میں سے تقریباً ۳ لاکھ ۷۰ ہزار ناجائز تھے ۔ امریکی کالجوں کے ایک جائزے سے معلوم ہوا ہے ۔ کہ طلبہ و طالبات کی تعداد ۱۳۶۴ میں سے تقریباً ۲% کو جنسی تجربے ہائی سکول ہی کے درجوں میں حاصل ہو چکے تھے ۔ انگلستان میں بن بیاہی ماؤں کی تعداد کل ماؤں کی ۲۵ فیصدی ہے ۔ نن لینڈ میں خودکشی کے واقعات ہر لاکھ ۲۱۶۹ ہوتے ہیں ۔ اور تبصرہ نگار کو کتاب کے حوالے سے لکھنا پڑا ہے ۔ کہ مغربی ملکوں میں زنا بالجبر کے واقعات اور اسی سے ملتے ہوتے جرموں کی کثرت ۔ اور ناجائز ولادتوں اور بن بیاہی ماؤں کی کثرت تناسب دیکھ کر انسان حیرت سے مبہوت رہ جاتا ہے ــــ حالانکہ جب حالات اور محرکات جب خود ایسے جمع ہیں ۔ جو خانگی سکون کو قدم قدم پر غارت کرنے والے ہوں ۔ اور معاشرہ خود نہیں پسند کئے اور رواج دے رہا ہو ۔ اور قید نکاح کو تمام تر بے وقعت بنا دینے والے ہوں ۔ اور انسان کو محض ایک جنسی جانور کی سطح پر لے آنے والے ہوں ۔ تو اوپر کے درج کئے ہوتے نتیجوں میں سے کسی نتیجہ پر بھی حیرت کرنا خود موجب حیرت ہے ــــ (عبدالماجد دریابادی صدق جدید)

• انگریزوں میں کردار نہیں رہا ۔ ان سے دامن بچاؤ " ــــ یہ اعلان نیویارک کے اخبار ڈیلی نیوز میں ایک امریکی خاتون نے شائع کیا ہے ۔ اس نے لکھا ہے ۔ کہ میں یورپ کے دورے کے بعد تمام امریکی خواتین کو متنبہ کرنا چاہتی ہوں ۔ کہ انگلستان سے جس قدر دامن بچا سکو بچاؤ ۔ فرانس اور جرمنی اور اطالیہ کے لوگ بہت عمدہ ہیں ۔ لیکن انگلستان کے لوگ ، خدا کی پناہ ان کا کردار سخت ہولناک ہے ۔ یہ قوم جو کسی زمانے میں عظیم تھی ۔ اب اس کی ساری توانائیاں ، جنسیات اور قمار بازی کے لئے وقف ہو کر رہ گئی ہے ۔ انگریزوں میں نہ کوئی اخلاق باقی ہے نہ کردار " ہاں ! برطانیہ پر زوال آچکا ، مدت ہوئی اسکی عظمت کا آفتاب غروب ہو چکا ۔ اس کا مستقبل تاریک نظر آتا ہے ۔ ویسے بھی اس کے جزیرے میں سورج کہاں طلوع ہوتا ہے ۔ وہ تیسرے درجے کا ملک ہو کر رہ گیا ہے ۔ اس کے معاشرے کی حالت ابتر ہے ۔ جو ملک قمار بازی کا مرکز بن کر رہ جائے ۔ اس کو اپنی آمدنی کا ذریعہ تصور کرنے لگے ۔ جو قوم اپنے قحبہ خانوں اور عصمت فروشی کے اڈوں کی ڈائرکٹری شائع کرے ۔ اور عیاشی کو یوں فروغ

دے۔ جس کی زندگی میں روپیہ عزت دناموس سے زیادہ عزیز ہو کر رہ جائے۔ اس سے پھر کسی اچھائی کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ لیکن ہمیں تو اس امریکی خاتون کے بیان پر وہ مثل یاد آگئی، جو مشرق کی عورتوں میں رائج ہے۔ کہ "چھلنی منہ آئے سوپ کے جس میں بہتر چھید"۔ خود امریکہ کا حال کیا ہے۔ انگلستان کا مشہور فلسفی مورخ آرنلڈ ٹوئن بی اگر اپنے ملک کی اخلاقی تباہی کا ماتم کر رہا ہے۔ تو خود امریکہ کے مشہور ماہر جنسیات ڈاکٹر ایڈوین۔ ڈبلیو ہرش نے بھی اپنے ملک کی حالت زار پر کچھ کم آنسو نہیں بہائے ہیں۔ دونوں کا یہ فیصلہ ہے۔ کہ مغربی تہذیب کا اگر یہی عالم رہا تو اس کا حشر وہی ہوگا۔ جو روما کا ہو چکا ہے۔ اخلاق و کردار کی خوبیاں ہی قوموں کو عظمت بخشتی ہیں۔ اور اخلاق و کردار کی خرابیاں ہی قوموں کو قعر ذلت میں پہنچا دیتی ہیں، تباہ کر دیتی ہیں۔ یہی قانون فطرت ہے۔ زندہ قوموں کے لئے اس میں بڑی عبرت ہے۔ اور ان لوگوں کے لئے بڑا سبق جو ہر معاملے میں اہل مغرب کو اپنا امام تصور کرتے ہیں۔ (حریت کراچی)

مرغی کا بچہ انڈے کے مضبوط خول کے اندر پرورش پاتا ہے۔ اور اس کے ٹوٹنے سے باہر آتا ہے۔ یہ واقعہ کیونکر ہوتا ہے۔ کہ خول ٹوٹے اور بچہ جو گوشت کے لوتھڑے سے زیادہ نہیں ہوتا وہ باہر نکل آئے۔ پہلے کا انسان اس کا جواب یہ دیتا تھا۔ کہ "خدا ایسا کرتا ہے" مگر اب خوردبینی مشاہدہ کے بعد معلوم ہوا۔ کہ جب ۲۱ روز کی مدت پوری ہونے والی ہوتی ہے۔ اس وقت ننھے بچے کی چونچ پر ایک نہایت چھوٹی سی سخت سینگ ظاہر ہوتی ہے۔ اسکی مدد سے وہ اپنے خول کو توڑ کر باہر آتا ہے۔ سینگ اپنا کام پورا کرکے بچّہ کی پیدائش کے چند دن بعد خود بخود جھڑ جاتی ہے۔ مخالفین مذہب کے نظریئے کے مطابق یہ مشاہدہ اس پرانے خیال کو غلط ثابت کر دیتا ہے۔ کہ بچّہ کو باہر نکالنے والا خدا ہے۔ کیونکہ خوردبین کی آنکھ ہم کو صاف طور پر دکھا رہی ہے۔ کہ ۲۱ روزہ قانون ہے جس کے تحت وہ صورتیں پیدا ہوتی رہیں۔ جو بچّہ کو خول سے باہر لاتی ہیں۔ مگر یہ مغالطہ کے سوا اور کچھ نہیں۔ جدید مشاہدہ نے جو کچھ ہمیں بتایا ہے۔ وہ صرف واقعہ کی چند مزید کڑیاں ہیں۔ اس نے واقعہ کا اصل سبب نہیں بتایا۔ اس مشاہدہ کے بعد صورت حال میں جو فرق ہوا ہے۔ وہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ کہ پہلے جو سوال خول کے ٹوٹنے کے بارے میں تھا۔ وہ "سینگ" کے اوپر جا کر ٹھہر گیا۔ بچّہ کا اپنی سینگ سے خول کو توڑنا واقعہ کی صرف ایک درمیانی کڑی ہے۔ وہ واقعہ کا سبب نہیں ہے۔ واقعہ کا سبب تو اس وقت معلوم ہوگا جب ہم جان لیں کہ بچّہ کی چونچ پر سینگ کیسے ظاہر ہوئی۔ دوسرے لفظوں میں اس آخری سبب کا پتہ لگا لیں۔ جو بچّہ کی اس ضرورت سے واقف تھا۔ کہ اسے خول سے

باہر نکلنے کے لئے سخت مددگار کی ضرورت ہے۔ اور اس نے مادہ کو مجبور کیا کہ عین وقت پر ٹھیک ۲۱ روز بعد وہ بچہ کی چونچ پر ایک ایسی سینگ کی شکل میں نمودار ہو جو اپنا کام پورا کرنے کے بعد جھڑ جائے۔ گویا پہلے یہ سوال تھا کہ خول کیسے ٹوٹتا ہے۔ اور اب یہ سوال ہو گیا۔ کہ سینگ کیسے بنتی ہے۔ ظاہر ہے کہ دونوں حالتوں میں کوئی نوعی فرق نہیں۔ اس کو زیادہ سے زیادہ حقیقت کا وسیع تر مشاہدہ کہہ سکتے ہیں۔ حقیقت کی توجیہ کا نام نہیں دے سکتے ———

——— (وحید الدین خان صاحب۔ "علم جدید کا چیلنج")

آخر اس مروجہ دنیوی تعلیم کا مقصد تو یہی ہے۔ تاکہ پیٹ کی پرورش ہو سکے اور حکومت کا دفتری نظام چل سکے۔ لیکن جس کثرت سے لڑکوں اور لڑکیوں کی عصری تعلیم کا ہیضہ ملک میں پھیل رہا ہے۔ کیا اسکی نسبت سے سرکاری عہدے اور منصب اتنے ہیں کہ سب کو جگہ دی جاسکے۔ پھر اس تعلیم کی اتنی مخالفت کیوں نہیں کی جاتی جتنی علوم دینیہ اور علماء دین کی کی جاتی ہے۔ درحقیقت مسئلہ صرف دینی علماء و طلبہ کی معاش کا نہیں ہے۔ بلکہ دنیوی علوم کے فارغ التحصیل طلبہ کی معاش کا مسئلہ اس سے بدرجہا مشکل ہے۔ ایسی صورت میں بڑے افسوس کا مقام ہے۔ کہ جو افراد اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کے دین کی حفاظت کر رہے ہیں۔ اور امت محمدیہ کے لئے راہ سعادت و نجات کو محفوظ کر رہے ہیں۔ ان کو تو بیکار اور عضو معطل سمجھا جا رہا ہے۔ اور جن افراد کا معاشرہ میں صرف یہی مقام ہے۔ کہ اپنے پیٹ بھرنے کی فکر کریں۔ اور حکومت کی مشینری کو چلائیں ان کی قدردانی اور حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔ فیا للعجب ویا للاسف ۔ (مولانا یوسف بنوری۔ بینات کراچی)


# سیرتِ انور

امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری کی سوانح عمری

اس مختصر اور جامع کتاب میں علامۃ العصر فخر المحدثین حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ کی شہرۂ آفاق شخصیت، ان کے وسیع علوم، تقویٰ و طہارت، صحابہ کی سی بے لوث زندگی اور اس دورِ آخر میں ان کے متنوع کمالات، ان کے شاگردوں اور خدمت حدیث کے مختلف پہلوؤں کو مصنف نے بڑی چابکدستی اور خوبصورتی کے ساتھ نمایاں کیا ہے۔ کتاب کی قیمت دو روپے، رجسٹرڈ پیکٹ کا محصول ایک روپیہ پچاس پیسے۔ کل تین روپیہ پچاس پیسے جناب مینجر صاحب رسالہ "الحق" دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور کو بھیج کر رسید ہمیں بھیج دیں۔ کتاب آپ کی خدمت میں پہنچ جائے گی۔

خط و کتابت کا پتہ :- مہتمم ادارہ ھادی دیوبند۔ ضلع سہارنپور (بھارت)